محمد بلال

ابھی آنکھ کھل جائے گی.....

اسحاق ناگی مرحوم کے اکلوتے بیٹے ابراہیم نے اُن کے آخری ایام میں اُن کی یادداشت کو چیک کرنے کے لیے ان سے پوچھا:

''میں کون ہوں۔''

توانھوں نے بولنے کی کوشش کی:

''اب...ر...را...''

وہ اُس کا نام ادا کرنا چاہتے تھے۔یہ آخری حروف تھے جو بستر مرگ پر ان کی نحیف زبان سے ادا ہوئے۔.....

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

لیکن ان کے احباب جانتے ہیں کہ وہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی طرح توحید کے معاملے میں بے حد حساس تھے۔توحید کے تقاضوں کی تکمیل میں وہ رشتے داروں اور دوستوں کی ناراضی کی بھی پروانہ کرتے تھے۔کسی قسم کی آتش نمرودان کے اندر کوئی خوف پیدا نہ کر پاتی تھی۔قدرت نے انھیں یہ اعزاز عطا کیا کہ ان کی زبان سے آخری نام اُس ہستی کا ادا ہوا جس کے ساتھ ان کے عقیدہ وعمل کی گہری معنوی مناسبت تھی۔

وہ میرے دوست بھی تھے، سسر بھی اور محسن بھی۔دوست پہلے بنے اور سسر بعد میں۔لہٰذا اس ترتیب اور ترجیح کو ہمیشہ پیش نظر رکھا۔ایک دن مجھے دوستانہ مشورہ دیا:

''.....ایسے معاملات میں سسرال کی بات نہ ماننا.....میں بھی نہیں مانا کرتا تھا۔''

ایک دن اپنی بیٹی کو عجیب وغریب بات کہہ دی:

''بلال پڑھنے لکھنے والا آدمی ہے۔اسے کبھی ٹینشن نہ دینا۔اگر کبھی تم دونوں کا جھگڑا ہوا تو میں بلال کا ساتھ

دوں گا۔‘‘

میرے محسن..... غیر معمولی..... مجھے فکر اصلاحی و غامدی ہی سے نہیں بلکہ ان نادر شخصیات سے ذاتی طور پر بھی متعارف کرایا۔ انھی کے تعلق اور صحبت کے باعث اللہ کی توفیق ملی اور دین کے ساتھ شعوری تعلق قائم ہوا۔ یوں مجھے ناگی صاحب ہی کے ذریعے سے رازِ حیات کی معرفت بھی ملی اور شریکِ حیات کی راحت بھی۔

ان کا اللہ کے ساتھ تعلق.... قابلِ رشک.... تہجد باقاعدگی سے پڑھتے تھے۔ اُس وقت اللہ سے باتیں کرتے۔ پنجابی میں..... دل کی بات مادری زبان ہی میں ہو سکتی ہے..... وہ اللہ کے بے تکلف دوست تھے۔ اکثر شکر کرتے۔ کبھی کوئی تقاضا کرتے۔ کبھی شکوہ بھی کرتے۔ کبھی لڑتے۔ مگر اس بات کے پختگی کے ساتھ قائل تھے کہ اللہ سے مانگا، ملا، تو خوشی ہوئی کہ میری مرضی پوری ہوئی، نہ ملا، تو زیادہ خوشی ہوئی کہ اُس کی مرضی پوری ہوئی..... دنیا میں آخری سانس بھی تہجد کے وقت لیا۔ دوسرے الفاظ میں عالمِ برزخ میں دوسری زندگی کا پہلا سانس بھی تہجد کے وقت لیا۔..... وہ اُس وقت اللہ کے زیادہ قریب ہوتے تھے۔ دوستی عروج پر ہوتی تھی۔ اللہ نے اپنے دوست کو اپنے پاس بلانے کے لیے اُسی وقت کا انتخاب کیا۔ ناگی صاحب کو کم مسافت طے کرنی پڑی۔ اب دونوں دوست خوش ہیں..... اور ہم اداس۔

اللہ پر ایمان..... حیرت انگیز..... کسی نے کہا کہ فلاں درخت پر جنات کا سایہ ہے۔ سب لوگ اس درخت سے ڈرتے تھے۔ اس کے قریب سے بھی نہیں گزرتے تھے۔ انھوں نے کہا: میں رات کو اس درخت کے نیچے چارپائی بچھا کر سوؤں گا۔ کہتے تھے: اپنے آپ کو اللہ کی پناہ میں دوں گا۔ دیکھتا ہوں میرا کوئی کیا بگاڑتا ہے۔ ایک دن جناب جاوید احمد غامدی لطیف موڈ میں بیٹھے تھے۔ میں نے انھیں یہ بات سنائی۔ غامدی صاحب بولے: جنات نے ان کے پاس آ کر ان سے مار کھانی ہے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

تحقیق نئی دریافتوں کا سفر ہے۔ وہ ایک مسافر تھے۔ بہت تیز اور بے چین مسافر۔ علم و تحقیق کے بعض میدانوں پر انھیں خاص مہارت حاصل تھی۔ کچھ ریسرچ اسکالرز بھی اس معاملے میں ان سے مدد لیتے تھے۔ مولانا امین احسن اصلاحی اُن امور کا انھیں ’’امام‘‘ قرار دیتے تھے۔ تحقیق کے بعد جس بات کو حق سمجھ لیتے، اس کے اظہار میں پھر کسی مصلحت کو بھی خاطر میں نہ لاتے تھے۔

وہ ہر وقت توانائی سے بھرپور ہوتے تھے۔ ان سے کم عمر جوان انھیں نوجوان بزرگ قرار دیتے تھے۔ حج کرنے گئے تو ان کے گروپ میں ایک رشتے دار محترمہ کے سوا سب ان سے چھوٹے تھے۔ مگر حج میں ان محترمہ کی بھی دیکھ بھال کی اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے سے کم عمر لوگوں کا سامان خود اٹھا اٹھا کر گاڑیوں میں رکھتے اور اتارتے تھے۔ بعد

میں ان جوانوں نے اعتراف کیا کہ اگرناگی صاحب ہمارے ساتھ نہ ہوتے تو ہم کیسے حج کرتے۔ رات کے وقت سخت سردی میں میرا بچہ باہر جا کر کچھ کھانے کی ضد کرتا تو میں سستی کا شکار ہو جاتا اور بچے کو ٹال دیتا مگر وہ اسے باہر لے جاتے اور اس کی ضد پوری کرتے۔ جب آخری دنوں میں بہت کمزور ہوگئے اور لاٹھی کے سہارے سے چلنے پر مجبور ہوگئے، تب بھی میری بیٹی بصیرت کوئی ضد کرتی تو لاٹھی کا سہارا لے کر بازار جاتے اور اسے اس کی پسند کی چیز لاکر دیتے تھے۔

اسی طرح وہ مختلف مسائل کا شکار لوگوں کی مدد کے لیے ہر دم تر و تازہ ہوتے تھے۔ مالی مشکلات کے باوجود لوگوں کی مالی مدد بھی کرتے رہتے تھے۔ ان کے ایک دوست کی بیٹی اور بہو کا جھگڑا ہو گیا۔ وہ خود اسے حل نہ کر سکے۔ انھیں بیچ میں ڈالا۔ انھوں نے ایک ہی ملاقات میں صلح صفائی کرادی۔ لوگ انھیں کام کہہ کر خود بھول جاتے، مگر وہ یاد رکھتے اور کام ہونے تک بے چین رہتے۔ بعض لوگ انھیں کام کہنے کے لیے بات شروع کرتے تو یہ آدھی بات سن کر ہی مسئلہ سمجھ جاتے اور دوسرے کی بات ختم ہونے سے پہلے ہی موبائل فون پر متعلقہ آدمی سے رابطہ کر چکے ہوتے۔

آہ! دوسروں کے درد کا درماں خود درد بے دوا کا شکار ہو گیا اور ہمیں ایک دائمی درد میں مبتلا کر گیا۔

۶ ستمبر کو ہمارے ہاں یوم دفاع منایا گیا۔ ٹی وی پر بہادر فوجیوں کی باتیں کی جا رہی تھیں۔ ان کی بیٹی مریم اسحاق نے مجھے ایس ایم ایس کیا:

''آج شہیدوں کی خدمات کے قصے سن کر بابا کے کام یاد آئے۔ جو وہ اور ان کا رب ہی جانتا تھا۔ وہ گم نام سپاہی تھے۔''

بے شک وہ سپاہی تھے۔ شہید سپاہی۔ وہ حق کے شہید تھے۔ جس بات کو حق سمجھ لیتے، پھر ہر خوف سے بے نیاز ہو کر اس کی گواہی دیتے تھے۔ اس کے لیے لوگوں سے لڑتے تھے۔ دلائل کے ہتھیاروں سے۔ قرآن حق و باطل کا معیار ہے۔ اس کے خلاف کوئی بات، کوئی حکایت، کوئی روایت نہیں مانتے تھے۔ معاشرے کی وہ پسندیدہ رسمیں اور روایتیں جو قرآن کے ساتھ متصادم ہیں، ان پر بھرپور حملے کرتے تھے۔ ان کی یہ جنگ اس وقت بھی جاری رہی جب کینسر ان پر کامیاب حملہ کر چکا تھا۔ مگر یہ حملہ صرف جسم پر تھا، ان کا دعوتی جذبہ پوری طرح صحت مند اور جوان تھا۔ وہ اپنی کمزور آواز میں بھی شہادت دیتے رہتے تھے۔ موبائل ان کے سرہانے کے پاس ہوتا تھا۔ کال کریں یا ایس ایم ایس۔ نغمۂ جبرائیل سناتے رہتے۔ بانگ سرافیل دیتے رہتے۔ شان براہیمی دکھاتے رہتے۔ چراغ مصطفوی جلاتے رہتے۔

۲۵ اگست کی شام کو میں نے انھیں آخری بار بالکل ساکت ہو کر نم ناک دل کے ساتھ دیکھا۔ وہ بستر پر تھے۔ چادر اوڑھی ہوئی۔ تشویش انگیز گہری نیند میں۔ وہ سانس لینے میں دقت محسوس کر رہے تھے اور مجھے اپنے دل کی دھڑکن

www.javedahmadghamidi.org www.al-mawrid.org

سنائی دے رہی تھی۔..... پھر میں دفتری کام کے سلسلے میں دبئی کے لیے روانہ ہو گیا۔..... وہاں ان کی وفات کی دردناک اطلاع ملی۔ دکھ جسم کے ریشے ریشے میں سرایت کر گیا۔ حواس معطل ہو گئے..... لاہور آیا تو ان کی قبر دیکھی ..... ناگی صاحب قبر میں..... مٹی اوڑھی ہوئی..... زمین کے اندر..... دل یہ صورت حال قبول نہیں کر رہا..... زندگی بھر زندہ دلی کے ساتھ زندگی گزارنے والا..... زندگی سے معمور..... بزرگی میں بھی جوانوں کی توانائیوں سے بھرپور..... سراپا دعوت..... لوگوں کو دنیوی اور ابدی زندگی کی خوشیاں بانٹنے والا..... خود زندگی سے محروم؟ ..... نہیں ..... یہ کوئی خواب ہے..... برا خواب..... ابھی آنکھ کھل جائے گی..... ان کی زندگی افروز سرگرمیوں کے مناظر میری آنکھوں کے آگے لہرا رہے ہیں..... ان کی جان دار آوازیں مجھے صاف سنائی دے رہی ہیں..... ان کے کھلکھلاتے ہوئے قہقہے پردۂ سماعت کے ساتھ ٹکرا رہے ہیں..... ان کے جوانوں کی چیخیں نکال دینے والے معانقے دکھائی دے رہے ہیں ..... وہ اب ہم میں نہیں رہے؟ ..... نہیں..... دل یہ صورت حال قبول نہیں کر رہا..... یہ کوئی خواب ہے..... برا خواب ..... ابھی آنکھ کھل جائے گی!

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com